پیام محراب

آیت اللہ العظمیٰ شہید محمد باقر صدرؒ

امام حسین علیہ السلام نے اپنے خون سے حق و باطل کے درمیان ایک حد فاصل قائم فرمائی۔

آیت اللہ العظمیٰ شیخ محمد الیعقوبی دام ظلہ

امام حسین علیہ السلام نے اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے قیام فرمایا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا۔

● شمارہ ۹، اگست ۲۰۲۳ء ●شعبہ تحقیقات/شوری تبلیغ اسلامی پاکستان ● زیرنگرانی: مولانا شیخ ہادی حسین ناصری ●مدیر مسئول: مولانا ڈاکٹر سید التجا حسین کاظمی ●لے آوٹ ڈیزاین: حسین سمائری

ان الحسین مصباح الھدی و سفینۃ النجاۃ

صلی اللہ علیک یا اباعبد اللہ الحسین

افتتاحیہ

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "ان الحسین مصباح الھدی و سفینة النجاۃ" بیشک حسین ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہیں۔قارئین گرامی قدر یہ شمارہ محرم الحرام اور ایام حسینی سے مخصوص ہے۔امام حسین علیہ السلام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حسین ہدایت کا چراغ اور کشتی نجات ہیں۔یعنی جو بھی حسینؑ کی اتباع کرتا ہے وہ ہدایت بھی پا جائے گا اور کامیاب بھی ہوگا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد امت مسلمہ کے حالات بتدریج کچھ اس طرح ہوتے گئے کہ نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ وہ الہی منصب جس کو ولایت الھیہ کہا جاتا ہے اس کے لیے فاسق و فاجر دعویدار بننے لگے یعنی یزید لعین جیسا شرابی، زانی، فاسق و فاجر خود کو خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور الہی نمائندہ کہلواتا ہے اور ستم ظریفی یہ ہے کہ حقیقی ولی خدا اور خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و وارث انبیاء حضرت امام حسین علیہ السلام کو اطاعت پر مجبور کیا جاتا ہے اور ان سے بیعت کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ان حالات میں پوری امت مسلمہ طوعاً یا کرہاً یزید کی اطاعت کو قبول کر لیتی ہے مگر امام حسین علیہ السلام وہ ہستی ہیں جو یہ کہہ کر "مثلی لا یبایع مثلہ" (یعنی مجھ جیسا یزید جیسے کی اطاعت و بیعت نہیں کرسکتا) یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت کا واضح انکار کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ میں وارث محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوں، میں وارث انبیاء علیہم السلام ہوں، میں سر تو کٹا سکتا ہوں مگر ایک فاسق و فاجر جو اسلام محمدیؐ کو اسلام یزیدی میں بدلنا چاہتا ہے اس کی اطاعت کو قبول نہیں کرسکتا۔چنانچہ اب امت مسلمہ کے لیے فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روشنی میں امام حسین علیہ السلام ایک روشن چراغ اور نجات کی کشتی تھے کہ اب لوگ امام حسینؑ کا ساتھ دیں اور امام حسینؑ کی پیروی میں یزید ملعون کی اطاعت و بیعت کا انکار کردیں۔مگر تاریخ گواہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دینے والے کم نکلے اور جنہوں نے امام علیہ السلام کو اپنا رہبر، ہدایت کا چراغ اور نجات کا وسیلہ سمجھ کر امام علیہ السلام کا ساتھ دیا وہ کامیابی کے عظیم درجات پر فائز ہوئے۔امام حسین علیہ السلام کی ذات گرامی تمام انسانیت کے لیے ایک اسوہ اور نمونہ عمل ہے۔موجود زمانے میں اسوہ امام حسین علیہ السلام اور امام علیہ السلام سے ہدایت حاصل کرنا یعنی فکر امام حسین علیہ السلام اور مقصد امام علیہ السلام کا ادراک اور کردار حسینی کے مطابق عمل اور اس کا پرچار ہے۔ اگر ہم امام حسین علیہ السلام کے قیام کے ادراک کے ساتھ اپنے اندر حسینی فکر اجاگر کریں اور اپنے عمل و کردار سے امام علیہ السلام کے حقیقی پیروکار بن جائیں تو گویا ہم نے ہدایت بھی حاصل کر لی اور ہم دنیا و اخرت میں کامیاب و کامران بھی ٹھہرے۔ہماری لئے امام حسین علیہ الصلاۃ والسلام کے پیروکار اور امام علیہ السلام کے مشن کے حامل علماء و مراجع عظام کی پیروی ضروری ہے کیونکہ اسی میں ہی امام حسین علیہ السلام کی پیروی ہے اور ہماری دنیا و اخرت میں کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔

نور القرآن

از کتاب "تفسیر نور القرآن" آیۃ اللہ العظمی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ)

یا ایھا الذین آمنوا اتقو اللہ و کونوا مع الصادقین۔(التوبہ/ ۱۱۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

تفسیر: آیت مبارکہ میں مومنین سے خطاب ہے کہ اے ایمان والو تم تقوی اختیار کرو اور اگر تم حقیقی مومن ہو تو پھر تقوی کے ساتھ ساتھ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔حقیقت ایمانی ہی نجات و سعادت کا ذریعہ ہے اس کے تین پہلو ہیں۔

۱-اللہ، انبیاء و اوصیاء علیہم السلام، رسالات الھیہ، قیامت پر ایمان۔یہ ایمان کا ایک قلبی و اعتقادی پہلو ہے۔

۲۔دوسرا پہلو تقوی الہی کا اختیار کرنا اور ہر وہ چیز جس کو اللہ چاہتا ہے اس کا اختیار کرنا اور جس سے منع کرتا ہے اس سے رکے رہنا۔یہ ایمان کا عملی پہلو ہے۔

۳۔ایمان کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ صادقین اور سچوں کے ساتھ ہونا یہ ایمان کا ایک قیادت کے ساتھ تعلق کے حوالے سے اجتماعی پہلو ہے۔

آیت مبارکہ میں صادقین کے ساتھ ہونے کا حکم مطلق ہے یعنی بغیر کسی قید کے ہے۔اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان پر اعتقاد رکھنا، ان سے دین لینا، ان کی پیروی و اطاعت اور ان کی سیرت و اسوہ کو اپنانا ہے۔اور اس کے علاوہ یہ بھی مفہوم بنے گا کہ صادقین کے علاوہ کسی اور کے ساتھ نہ ہوں اور خواہش و ہوائے نفس کی پیروی کو ترک کر کے جن کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے ان کی پیروی و اطاعت کی

جائے۔قرآن مجید میں بعض مقامات پر صادقین کے مصادیق ذکر ہوئے ہیں۔سورہ مبارکہ حشر کی آٹھویں آیت میں ارشاد ہوا:"مہاجرین میں سے فقراء کہ جن کو گھروں اور ان کے مال سے محروم کر دیا گیا وہ اللہ کی رضا اور فضل کو تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی صادقین ہیں" اسی طرح سورہ مبارکہ حجرات کی پندرھویں آیت میں ارشاد ہوا:"یقینا مومن تو وہ ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اس پر قائم رہے اور اپنے مال اور جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا یہ ہی تو صادقین ہیں (یعنی یہی سچے ہیں)"

صادقین سے مراد معصومین علیہم السلام ہیں

آیت مبارکہ میں صادقین سے مراد معصوم ہیں جس پر درج ذیل دلیلیں ہیں۔

۱-آیت میں صادقین کے ساتھ ہونے کا حکم مطلق ہے۔یعنی بغیر کسی شرط کے صادقین کے ساتھ ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ معصوم کے لیے ہی ہوسکتا ہے کیونکہ غیر معصوم غلطی اور خطا کرتا ہے اور اس کی اطاعت کا حکم اس طرح مطلقاً بغیر کسی شرط کے نہیں دیا جا سکتا۔

۲- آیت میں پہلے تقوی کو اختیار کرنے کو حکم دیا گیا پھر صادقین کے ساتھ ہونے کا حکم دیا گیا۔اور اگر معصومین علیہم السلام کے علاوہ صادقین سے کوئی اور مراد ہوتے تو حکم میں من الصادقین (صادقین میں سے) ہوتا نہ کہ مع الصادقین (صادقین کے ساتھ) اور عام مومنین کو تقوی اختیار کرنے کے بعد کہا ہے کہ صادقین کے ساتھ ہوجاؤ اس کا معنی ہے صادقین کا درجہ عام مومنین ومتقین کے درجے سے بلند ہے اور یہ سوائے معصومین علیہم السلام کے کسی اور کے لیے صحیح نہیں ہے۔

۳-روایات واحادیث:* کافی اور بصایر الدرجات میں برید بن معاویہ العجلی سے نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا صادقین سے "ہم مراد ہیں"* کافی میں ہی ابوبصیر نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا کہ اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا:" الصادقون هم الائمة الصديقون بطاعته" کہ صادقون وہ آئمہ ہیں جو خدا کے سچے اطاعت گزار ہیں* اہل سنت کی بعض تفاسیر میں حضرت ابن عمر سے اس آیت کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ اللہ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہوجاؤ یعنی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ ہوجاؤ۔

امت نے صادقین کا ساتھ نہیں دیا

اگر تاریخ اسلام کو دقت سے دیکھا جائے تو مخاطبین آیت نے نہ صرف صادقین کا ساتھ نہیں دیا بلکہ یا تو ان کو چھوڑ دیا یا پھر ان سے عداوت و دشمنی میں اس حد تک اتر آئے کہ ان سے جنگ تک کی گئی۔ اگر ہم معصومین علیہم السلام کے کلمات کو دیکھیں تو یہ ہستیاں ہمیں امت کو شکوہ کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔جناب زہرا سلام اللہ علیہا سے لے کر تمام ائمہ علیہم السلام کے ساتھ جو ہوا وہ اس پر دلیل ہے۔امام علی علیہ السلام کا خطبہ شقشقیہ دیکھیں اس میں امام فرماتے ہیں:"مجھے اس اندھیرے میں صبر ہی قرین عقل نظر آیا لہذا میں نے صبر کیا حالانکہ آنکھوں میں غبار اندوہ کی خلش تھی اور حلق میں غم ورنج کے پھندے لگے ہوئے تھے، میں اپنی میراث کو لٹتے دیکھ رہا تھا۔اسی طرح اگر ہم امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام کے کلمات کو دیکھیں تو امام علیہ السلام بھی امت سے شاکی ہیں امام حسین علیہ السلام اپنی وحدت وتنہائی کا شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں"اشکو الی اللہ وحدتی"

آخر میں آیت مبارکہ سے درج ذیل نکات بطور خلاصہ اخذ کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ایمان تقوی اور اتباع معصومین علیہم السلام کے بغیر نامکمل ہے۔

۲۔ انسان کو عقیدہ وعمل اور نصرت کے مرحلے میں صادقین کے ساتھ ہونا چاہیے۔

۳۔اس آیت مبارکہ میں امام زمان علیہ السلام اور آپ کی عصمت پر بھی دلالت موجود ہے۔

کتاب شناسی

فقہ المشارکۃ فی السلطۃ

کتاب کا مکمل نام "فقه المشاركة فى السلطة لاقامة الامر بالمعروف والنهى عن المنكر" ہے یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے قیام کے لیے حکومت کے ساتھ شراکت یا حکومت کا ساتھ دینے کی فقہ۔ یہ کتاب آیۃ اللہ العظمی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) کے گرانقدر خطابات و محاضرات کا مجموعہ ہے۔اس کتاب کی پہلی مرتبہ اشاعت سن 2015ء میں مکتبہ دار الصادقین نجف اشرف کی طرف سے ہوئی۔کتاب میں آیۃ اللہ العظمی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) نے امر بالمعروف اور نہی المنکر کے قیام کے لیے حکومت کے ساتھ دینے یا نہ دینے کے حوالے سے استدلالی بحث کی ہے۔یعنی حکومت میں شراکت کیوں کر جائز ہے۔

کتاب کی ابحاث درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہیں:

- ظالم وجائز حکمران سے کیا مراد ہے، انبیاء علیہم السلام اوران کی اطاعت کا معنی، مجتہدین کی صلاحیتیں، عادل حکمران کے حوالے سے امت کی ذمہ داری، عادل حکمران کی ولایت کے لیے وجوب عینی،
- ظالم حکمران کی ولایت اور اس کے لیے حرمت ذاتیہ، علماء کے اقوال واشکالات اور رد، حرمت ذاتیہ پر قران وروایات سے استدلال،

- وہ روایات جو حرمت کو کسی حرام کام کے ارتکاب سے مشروط ومقید کرتی ہیں۔
- حرمت عرضیہ کا بیان اور اس پر روایات سے استدلال۔
- مطلق جواز کی روایات اور کراہت کی روایات۔
- ایسی روایات جو اضطراری اور تقیہ کی حالت میں ولایت کو جائز قرار دیتی ہیں۔
- وہ روایات جو مومنین کی قضائے حاجات اور ان پر احسان کے مقصد کے لیے غیر عادل حکمران کی
- ان تمام روایات کا جمع اور نتیجہ۔

اس کے بعد اس مسئلے پر سید خوئیؒ، امام خمینیؒ، صاحب مسالکؒ، صاحب الجواہرؒ، شیخ انصاریؒ، اور فاضل ایروانی جیسے علماء کے اقوال ومناقشات ذکر کر کے نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔کتاب کی آخری ابحاث میں عصر غیبت میں امت کے لیے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے قیام کے لیے ایک فقیہ کی معاونت اور ساتھ دینے کے وجوب پر قرآن کریم، روایات اور عقل سے دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔اور آخر میں امام حسین علیہ السلام کا قیام اور اس کے اہداف اور امام علیہ السلام کے قیام کے عسکری نہ ہونے پر بحث کی گئی ہے۔اس کے بعد ظالم حاکم کے خلاف قیام کے جواز سے متضاد ومعارض روایات اور ان کا معالجہ وحل پیش کیا گیا ہے۔کتاب کے مطالعے سے یہ نتیجہ لیا جا سکتا ہے کہ کس حکومت کا ساتھ دینا شریعت میں جائز ہے اور کس حکومت کے خلاف کیوں کر قیام کیا جائے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آیۃ اللہ العظمی الشیخ محمد یعقوبی (دام ظلہ) کی یہ تالیف انتہائی مفید تالیف ہے جس میں حکومت اور اس کے ساتھ شریک حکومت ہونے کے جواز یا عدم جواز کو مدلل انداز میں قرآن، روایات، عقل اور اقوال علماء کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔کتاب کے مطالعے سے آیۃ اللہ العظمی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) کے فقہ وسیاست میں علمی مقام اور امت اسلامیہ کے اجتماعی ومعاشرتی امور کے حوالے سے بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔دعا ہے کہ خداوند متعال آیۃ اللہ العظمی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) طول عمر عطا فرمائے اور امت اسلامیہ کو مستفید فرمائے۔

عالم شناسی

محقق حلی: آپ کا نام جعفر بن حسن بن یحیی، کنیت ابوالقاسم اور لقب محقق حلی ہے۔ساتویں صدی ہجری کے معروف شیعہ فقیہ، اصولی اور ادیب تھے۔اپنے زمانے کے فقہاء اور مجتہدین کے مابین خاص عظمت واعتماد رکھتے تھے۔لفظ محقق کا لقب آپ کے لیے اس طرح مخصوص ہوگیا تھا کہ آپ کے لئے

بغیر قرینے کے استعمال کیا جاتا تھا۔آپ کی ولادت 602 ہجری عراق کے شہر حلہ میں ہوئی۔ ابتدا ہی سے اعلی ذہانت اور حیرت انگیز استعداد کے مالک تھے۔عربی ادب کو بچپن سے ہی سیکھا۔علم ہیئت ،ریاضیات، منطق وکلام کو ضرورت کے مطابق سیکھا، فقہ اور اصول کی تعلیم اپنے والد حسن بن یحیی اور اپنے زمانے کے مشہور علماء ابن نما حلی، سید فخار موسوی اور نامور فقیہ ابن ادریس حلی سے حاصل کی۔

اساتذہ اور شاگرد: آپ کے اساتذہ میں اپ کے والد حسن بن یحیی حلی، ابو حامد نجم الاسلام محمد حلبی، ابن نما حلی، سید شمس الدین فخار الموسوی، سید مجد الدین علی بن حسن عریضی اور تاج الدین حسن بن علی بن دری قابل ذکر ہیں۔آپ کے شاگردوں میں اپ کے بھانجے علامہ حلی کے علاوہ ابن داؤد حلی، ابن آریب آدمی، سید عبدالکریم بن احمد بن طاؤس، سید مجد بن علی بن طاؤوس، مجد بن الشیخ الامام ملک الادبا، شیخ عبدالعزیز بن سرایا حلی، حسن بن طالب یوسفی، محمد بن علی کاشی، فخر المحققین، علامہ حلیؒ کے بھائی علی بن یوسف حلی اور محمد بن شمس الدین کوفی شامل ہیں۔

تالیفات:

آپ کی گران قدر تالیفات میں سرفہرست کتاب" شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام" ہے جو ہمیشہ فقہا اور مجتہدین کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور آج بھی مدارس میں نصاب کا حصہ ہے۔اس کے علاوہ المختصر النافع فی فقہ الامامیہ، النافع فی مختصر شرائع، المعتبر فی شرح مختصر النافع، المعارج فی اصول الفقہ، نہج الوصول، تلخیص الفہرست (فہرست شیخ طوسی کی تلخیص) استحباب التیاسر لاھل العراق، شرح نکت النہایہ، (فقہ امامیہ)، الکہنہ فی المنطق، مختصر المراسم، المسائل الغریہ، المسائل المصریہ، المسلک فی اصول الدین، نکت النہایہ جیسی تالیفات شامل ہیں۔محقق حلی نے سن 676 ہجری بروز جمعرات 74 برس کی عمر میں وفات پائی اور حلہ میں دفن ہوئے۔آج بھی اپ کا مزار شیعان اہل بیت علیہم السلام کے لیے زیارت گاہ ہے۔خداوند عالم آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

قیام حسینیؑ کے علل واسباب

دنیا میں جتنے بھی قیام وقوع پذیر ہوئے ان کے کوئی نہ کوئی عوامل وعلل تھے۔ یہاں ہم اپنی بے بضاعتی وکم مائیگی کے اعتراف کے ساتھ قیام حسینیؑ کے چند اسباب وعوامل پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

امام حسین علیہ السلام کا مقدس قیام قرآنی و الٰہی قیام کا آئینہ دار ہے اور آپؑ کا مقصد حصول دنیا نہیں ہے۔ کیونکہ ایک طرف آپؑ کو فرزندِ پیغمبرؐ ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ تو دوسری طرف آپؑ کی رگوں میں اُس علیؑ کا خون تھا کہ جس کی نظر میں دنیا کی حیثیت ایک چبائے ہوئے لقمے اور بکری کی ناک سے بہنے والے پانی سے بھی پست تھی۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے حصول خلافت کے سلسلہ میں آپنا مقصد اِس طرح بیان فرمایا: "خدایا! تو جانتا ہے کہ میں نے حکومت کے بارے میں جو قدم اٹھایا ہے اس میں نہ تو سلطنت کا لالچ تھا نہ ہی مال دنیا کی ہوس، میرا مقصد صرف یہ تھا کہ دین کے آثار کو ان کی منزل تک پہنچاؤں اور شہروں میں اصلاح پیدا کروں تا کہ مظلوم بندے محفوظ ہو جائیں اور معطل حدود قائم ہو جائیں" اِس طرح مولا حسین علیہ السلام کا قیام بھی کسی دنیوی مقصد کے لیے نہ تھا۔ بلکہ آپؑ کو بھی اپنے نانا و بابا اور برادرِ بزرگوارؑ کی مانند اعلائے کلمہ حق اور امت محمدیؐ کی اصلاح وفلاح مقصود

تھی۔ چنانچہ آپؑ نے اپنے بھائی جنابِ محمد حنفیہؒ سے اپنے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا: "انی لم اخرج آشرا و لا بطرا و لا مفسدا و لا ظالما، انما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی، ارید ان آمر بالمعروف و انھیٰ عن المنکر واسیر بسیرة جدی وابی علی ابن ابی طالب "میں شر پھیلانے ،تکبر ظاہر کرنے ،فساد ڈالنے یا کسی قسم کے ظلم کرنے کی خاطر نہیں نکل رہا۔ میرے اِس خروج و قیام کا مقصد صرف اور صرف اپنے نانا ﷺ کی امت کی اصلاح کرنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کروں۔اور اپنے نانا ﷺ اور بابا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی سیرت کو زندہ کروں۔اِس فرمان کی روشنی میں امام عالی مقامؑ نے اپنے قیام کا ہدف امت ِمحمدیہؐ کی اصلاح بتایا ہے۔ امام حسینؑ آغوشِ رسالت کے پروردہ تھے، آپؑ نے سابقہ ادوار میں مشاہدہ کیا تھا کہ کس طرح آپؑ کے خاندان کے بزرگوں نے اِسلام کی حفاظت واستحکام کے لیے مشکل و کٹھن مراحل طے کیے اور اِس شمع کو گل ہونے سے بچانے کے لیے کسی قسم کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کو اِسلام کی تبلیغ میں دنیائے کفر وشرک کی طرف سے تو بجائے خود، کچھ اِسلام کے لبادے میں چھپے منافقوں کی چالوں وحربوں کا سامنا کرنا پڑا اور اُنہوں نے دین اِسلام کے پودے کو ابتداء ہی سے جڑ سے اُکھاڑنے کی ٹھان رکھی تھی۔ اِس کے لیے اُنہوں نے کبھی آپؐ کو ناروا الفاظ سے پکارا تو کبھی آپؐ کے عمل وفیصلے پر زبانِ اعتراض کھولی۔حتی کہ آپؐ کی جان لینے تک کی کوشش کی گئی! اِس کے بعد کچھ ایسے حقائق بھی تاریخ کے سینے میں موجود ہیں جنہیں زبان پر نہیں لایا جا سکتا۔رسالت مآبؐ کے ساتھ یہ تناؤ کی کیفیت صرف آپؐ کی زندگی تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آپؐ کے بعد آپؐ کی ذریت کو بھی حق دشمنی میں نشانے پر رکھا گیا۔ پھر مولائے کائناتؑ کا دورِ گوشہ نشینی ومظلومیت بھی آپؑ نے ملاحظہ کی۔جس علیؑ کو رسول خدا ﷺ نے بحکم پروردگار سوا لاکھ اصحاب کے مجمع میں مولا بنایا، اُن سے آپؑ کی بیعت لی اور اُنہیں اپنے بعد اپنا جانشین مقرر فرمایا۔وہی علیؑ اِس حال سے بھی گزرا کہ اُسے رسول خدا ﷺ کے بعد امت کی وجہ سے فاطمہؑ جیسی زوجہ کا داغ مفارقت سہنا پڑا۔اسے بر سر منبر سب و شتم کیا گیا۔ اور وہ اگر کسی کو سلام کہتا تو لوگ جواب دینا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے۔ پھر مولا حسنؑ کی مظلومیت بھی آپؑ کے سامنے تھی کہ نام نہاد مسلمانوں نے آپؑ کے ساتھ کیا نہیں کیا؟! اب سفیانی فتنہ شدید زور پکڑ چکا تھا۔معاویہ مرتے وقت اپنی جگہ یزید کو امت کا خلیفہ بنا گیا۔ یزید جو شیطنت کا پروردہ اور نفس پرستی کی غلاظت میں لتھڑا ہوا تھا۔اُس کی حکومت اِسلام کے چہرے پر ایک بدنما داغ تھی۔ وہ کھل کر منکرات انجام دیتا اور دین اِسلام کا مذاق اُڑاتا تھا۔اِن حالات میں دین کے وارث امام حسینؑ تھے۔ اِس لیے آپؑ نے اُس کے ظلم کے خلاف کے قیام کیا۔امامؑ نے اہل بصرہ کے نام خط میں تحریر فرمایا: و انا ادعوکم الی کتاب اللہ و سنة نبیه فان السنة قد امیتت و ان البدعة قد احییت و ان استمعوا قولی و تطیعوا امری اھدکم سبیل الرشاد۔" میں تمہیں خدا کی کتاب اور رسول خداؐ کی سنت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ کیونکہ (اس گروہ نے) سنت پیغمبرؐ کو ختم کر دیا ہے اور (دین میں) بدعت کو زندہ کر دیا ہے اگر میری بات کو سنو گے اور میرے حکم کی پیروی کرو گے تو میں تمہیں راہ راست کی طرف ہدایت کروں گا" (تذکرة الخواص، ص 217) اور جب کربلا کے راستے میں فرزدق سے ملاقات کی تو آپؑ نے بدعتوں، حاکم شام کے برے کاموں اور خدا کے دین کی نصرت کی طرف اشارہ فرمایا: یا فرزدق ان ھؤلاء قوم لزموا طاعة الشیطان و ترکوا طاعة الرحمان و اظھروا الفساد فی الارض و ابطلوا الحدود و شربوا

الخمور و استاثروا فی اموال الفقراء و المساکین و انا اولی من قام بنصرة دین الله و اعزاز شرعه و الجهاد فی سبیله لتکون کلمة الله هی العلیا" اے فرزدق! یہ وہ گروہ ہے جس نے شیطان کی پیروی کو قبول کرلیا ہے اور خدائے رحمان کی اطاعت کو ترک کر دیا ہے، زمین میں کھلم کھلا فساد کرتے ہیں اور حدود الٰہی کو نابود کر رہے ہیں، شراب پیتے ہیں، فقیروں اور بے چاروں کے اموال کو اپنی ملکیت قرار دے لیا ہے اور میں دین خدا کی مدد اور اس کے قوانین کی سربلندی کے لئے اپنے آپ کو سب سے زیادہ مستحق سمجھتا ہوں تا کہ خدا کا دین کامیاب ہوجائے۔ (تاریخ طبری، ج 4، ص 305 و بحار الانوار، ج44، ص 381)

مختصر یہ کہ اُس وقت شیطان اپنے تمام تر آلات سمیت اِسلام کو نابود کرنے کے لیے حملہ آور تھا اور امام حسین علیہ السلام کے لیے اُس ظلم و جبر کو دیکھ کر خاموش رہنا کسی طور ممکن نہیں تھا اِس لیے آپؑ نے خود کو اپنے پیاروں سمیت خدا کی راہ میں پیش کر کے لا الہ الا اللہ کے نقش کو پھر سے تازہ کر دیا۔

سوال و جواب

به مسائل شرعی

المرجع الدینی سماحة آیة الله العظمی الشیخ محمد الیعقوبی دام ظله

سوال: محرم الحرام میں ایام عزا منانے کے لیے مومنین کو کس طرح کا اہتمام کرنا چاہیے؟

جواب: مومنین کو چاہیے کہ وہ عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کے ساتھ امام علیہ السلام کے قیام کے مقصد کو جانیں اور اپنے کردار و عمل سے حسینی ہونے کا ثبوت دیں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے فریضے کو ادا کریں اور دین اسلام کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کر کے امام حسین علیہ السلام کی حقیقی پیروکار بنیں۔

سوال: ایسا شخص جو پہلے کسی مرجع کی تقلید میں تھا اور اب اس نے کسی اور مرجع کی تقلید اختیار کی ہے۔ تو اس کے سابقہ اعمال درست ہیں یا ان کا اعادہ کیا جائے گا؟

جواب: اگر اس کے اعمال سابقہ مرجع کے فتاوی کے مطابق ہیں تو ان میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت عباس علیہ السلام، علم دار کربلا

قمر بنی ہاشم دعائے زہرا سلام اللہ علیہا، حضرت عباس علمدار علیہ السلام کی تاریخ ولادت میں کوئی اختلاف نہیں۔ سب نے 4 شعبان المعظم کو آپ کا یوم ولادت قرار دیا ہے۔ البتہ سن ولادت کے حوالے سے مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن ان اقوال میں سے دو قول زیادہ مشہور ہیں وہ یہ کہ آپ 4 شعبان المعظم سنہ 23 یا 26 ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

قرآن مجید کی سورہ مریم میں جناب زکریا علیہ السلام کی دعا اور تمنا کا تذکرہ ملتا ہے۔ جس سے جناب یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، حضرت فاطمہ بنت اسدؑ کی دعا اور تمنا سے مولا علیؑ نے دنیا کو زینت بخشی اور آپؑ کی دعا اور تمنا سے قمر بنی ہاشم، علمدار کربلا، سقائے حرم، عبد صالح، حضرت عباس علیہ السلام نے دنیا کو رونق بخشی، گویا امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے آپ کو ایک خاص مقصد کے لئے مانگا تھا۔ آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا گیا اور عباس نام رکھا گیا۔ عباسؑ وہ ذات ہے جسے باپ کی طرف سے بنی ہاشم کی شجاعت ملی اور ماں کی طرف سے بنی کلابیہ کی شجاعت ملی۔ جب حضرت عباس علیہ السلام نے دنیا میں تشریف لائے تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام، سبط مصطفی حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو اپنے اطراف دیکھا اور ان کی مہر و محبت کے سائے میں پروان چڑھے اور امامت کے چشمہ علم و معرفت سے سیراب ہوتے رہے۔

حضرت عباس علیہ السلام کا بچپن، لڑکپن اور جوانی عصمت و طہارت کے سایے میں گزری اور امیر المومنین علیہ السلام نے جس مقصد کے لیے آپ کو مانگا تھا اس کو آپ نے کما حقہ پورا کیا اور وفاداری کی ایسی مثال پیش کی جس کی نظیر لانا امکان سے باہر ہے۔ حضرت عباس علمدار علیہ السلام نے چودہ سال اپنے بابا امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں گزارے اور امامت کے فضائل و کمالات کو اپنے اندر اِس طرح جذب کیا کہ لوگ ثانی حیدر کہنے لگے۔ آپؑ نے شجاعت و فن سپہ گری کے علاوہ معنوی کمالات میں بھی اعلیٰ مدارج طے کئے۔ امیر المومنینؑ کے بعد آپؑ نے امام حسن مجتبیٰؑ کا زمانہ پایا اور اُن کی اطاعت کا حق کا ادا کیا۔ پھر مولا حسینؑ کی آپؑ نے یوں اطاعت کی جیسے ایک وفادار غلام اپنے آقا کا تابع ہوتا ہے۔

آپؑ کو خدا کے یہاں ایک خاص مرتبہ حاصل ہے۔ جو بھی آپؑ کو مشکل میں پکارتا ہے۔ آپؑ اُس کی مدد فرماتے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں اُس کی حاجات کی برآوری کا وسیلہ بنتے ہیں۔

آپؑ کے اِسی مقام کی وجہ سے آپؑ کو باب الحوائج کہا جاتا ہے۔ آپ ہمیشہ امام حسینؑ کے شانہ بہ شانہ رہے، جناب عباس علیہ السلام بنی ہاشمؑ کے جوانوں کا حلقہ بنا کر ہمیشہ ان کے ساتھ چلتے تھے، ہمیشہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے ساتھ ساتھ رہتے اور ہر وقت ان کا دفاع کرنے کو تیار رہتے تھے۔ آپؑ نے اپنی زندگی میں بہت نشیب و فراز دیکھے۔ آپؑ کو تین معصوم اماموں کا زمانہ درک کرنے کا شرف حاصل رہا اور آپؑ نے کما حقہ ہر ایک معصوم سے کمال فیض حاصل کیا، پوری زندگی اپنے وقت کے امام کی اطاعت میں گزاری۔ کربلا میں امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کو اپنا علمبردار قرار دیا۔ آپؑ نے معرکہ کربلا میں اپنے آقا و مولا کی اطاعت اور وفا کی مثال قائم کی۔ اور اطاعت امام میں دین اسلام کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ آپؑ کربلا کے واحد شہید ہیں جن کو امام حسین علیہ السلام نے اپنا زور کمر کہا، آپ علیہ السلام کے وقت شہادت فرمایا "الآن انکسر ظہری" اب میری کمر ٹوٹ گئی۔ آپ علیہ السلام مخدرات عصمت کے لئے ایک امید و ڈھارس تھے۔ آپ علیہ السلام کی شہادت سے تمام امیدیں دم توڑ گئیں۔ آپ علیہ السلام کی آواز پر مظلوم کربلاؑ آپؑ کے پاس پہنچے سر کو اپنی گود میں رکھا، چہرے سے خون کو صاف کیا، یہاں حضرت عباس نے امام مظلوم علیہ السلام سے فرمایا مولا میری لاش خیموں میں نہ لے جانا میں خیام تک پانی نہیں پہنچا سکا مجھے بچوں سے شرم آتی ہے۔

نہر علقمہ کے کنارے حضرت عباس علیہ السلام کے روضہ اقدس کے گرد طواف کرتا ہوا پانی قیامت تک کے لیے یہ پیغام دے رہا ہے کہ جس پانی کو آل محمد علیہ السلام پر بند کیا گیا تھا اور جس کی سعی میں آنجناب علیہ السلام کے بازو کٹے تھے اس پانی پر قیامت تک کے لئے عباس علیہ السلام کا قبضہ رہے گا۔

کشکول: محرم یعنی تجدید عہد

امام حسین علیہ السلام سے عہد کریں کہ مولا آپ کے مشن کو ہمیشہ جاری رکھیں گے جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے

محرم یعنی ترک گناہ

صرف لباس کا تبدیل کرنا محرم کے آداب نہیں آداب محرم یہ ہیں کہ مظلوم کربلا سے وعدہ کریں کہ مولا آج

سے ہر حرام کام کو ترک اور واجبات کی ادائیگی کروں گا جس سال کا آغاز نام حسینؑ سے ہو اس کو برائیوں کے حصار میں نہیں گزارنا چاہیے

محرم یعنی انقلاب

عملی زندگی میں عادات میں لب و لہجے میں گفتار و کردار میں عکس کربلا نظر آئے

محرم یعنی اتحاد

محرم اختلاف کے سدباب اور اتحاد کی فضا کے قیام کا نام ہے آپس کے اختلاف پس پشت ڈال کر مل کر محسن انسانیت کا شکریہ ادا کریں

محرم یعنی بیداری

محرم خواب غفلت سے بیداری کا نام ہے محرم میں مقصد صرف رونا نہیں بلکہ اس رونے کا کوئی مقصد ہے اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔

محرم یعنی اغیار شناسی

محرم نام ہے اپنے دشمن کی پہچان اور اس کے سامنے ڈٹ جانے کا بین الاقوامی سطح پر جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے اس سے آگاہی اور اس کی حتی الامکان روک تھام کے لئے اقدامات کرنا

محرم یعنی تقدس منبر

محرم کھیل تماشے اور تفریح کا نام نہیں ہے محرم ایک عظیم درس گاہ ہے جہاں سے انسانیت کو خطاب کیا جاتا ہے اس مقصد کے لیے صرف اہل علم لوگوں کو منبر پر لائیں

محرم یعنی حجاب

محرم حجاب کی پابندی کا نام ہے مستورات (خواتین) کے اجسام کی حجابی اور حضرات (مردوں) کی آنکھوں کی حجابی، بے حجاب عورت نہ سیدہؑ کی کنیز ہے اور نہ ہی بے حیا مرد حسین علیہ السلام کا پیروکار ہیں۔

عزاداروں کے لئے امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: *اَللّٰھُمَّ۔۔۔وَارْحَمْ تِلْکَ الْاَعْیُنَ الَّتِیْ جَرَتْ دُمُوْعُھَا لَنَا وَارْحَمْ تِلْکَ الْقُلُوْبَ الَّتِیْ جَزَعَتْ وَاحْتَرَقَتْ لَنَا وَارْحَمِ الصَّرْخَةَ الَّتِیْ کَانَتْ لَنَا۔ (بحار الانوار، ج:۹۸، ص:۸)

* اے معبود! ہمارے غم میں آنسو بہانے والی آنکھوں پر رحم فرما، ان دلوں پر رحم فرما جو ہمارے لئے غمگین ہوں اور ہمارے لئے آہ و بکا کرنے والوں پر رحم فرما۔*

مختصر وضاحت:

- عزاداری سید الشہداءؑ ایک عظیم عبادت ہے جس میں آنسو بہانے پر اللہ عزادار کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔
- عزاداروں کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ امام اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور جس کے حق میں امام علیہ السلام دعا کریں وہ دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے۔
- عزادار کو اپنے آپ کو کبھی کمتر نہیں سمجھنا چاہیے اس لئے کہ عزادار وہ عظیم شخصیت ہے جو شعائر اللہ کی پاسداری کرتا ہے جس کی وجہ سے اللہ اس پر نظر کرم کرتا ہے۔
- لہذا ایام ماہ محرم و صفر میں آداب عزاداری کو مدنظر رکھتے ہوئے مجالسوں اور جلوسوں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کریں تا کہ باعث خوشنودی جناب زہرا سلام اللہ علیہا اور امام زمانہ (عج) کے ساتھ امام زمانہ (عج) کی دعا کے مستحق قرار پائیں۔

فرمان امام علی رضا علیہ السلام:

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح ہونے سے بچ گئے اور ان کی جگہ دنبہ ذبح ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دل میں دکھ سا ہوا اور انہوں نے دل ہی دل میں کہا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اسماعیل علیہ السلام میرے ہاتھوں ذبح ہو جاتے تا کہ اس صدمہ پر میں صبر کرتا اور خدا تعالی سے اس کی جزا حاصل کرتا اللہ تعالی نے انہیں وحی کی کہ اے ابراہیم علیہ السلام میری تمام مخلوق میں سے تجھے سب سے زیادہ پیار کس سے ہے؟

انہوں نے عرض کیا خدایا مجھے سب سے زیادہ پیار تیرے نبی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہے اللہ تعالی نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ تمھارا بیٹا قتل ہوتا تو تمہیں اس کا زیادہ دکھ پہنچتا یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بیٹا ظالموں کے ہاتھ ذبح ہو تو تمہیں اس کا زیادہ دکھ پہنچے گا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا خدایا مجھے اپنے بیٹے سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیٹے کا دکھ ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو سن محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت اپنے نبی کے بعد ظلم و ستم سے اس کے فرزند کو قتل کرے گی، اسے یوں بیدردی سے ذبح کیا جائے گا جیسا کہ دنبہ کو ذبح کیا جاتا ہے اس کے قاتل میری ناراضگی کے حق دار ہوں گے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر سنی تو انہیں بہت دکھ ہوا اور رونے لگے اللہ تعالی نے فرمایا اگر تم حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرتے اور تمہیں اس کا دکھ ہوتا اور دکھ پر تمہیں اجر ملتا تو تمہیں حسین علیہ السلام کی شہادت سن کر جو دکھ ہوا ہے یہ دکھ اس دکھ کا فدیہ ہے میں نے تیرے لیے اہل عزا کے بلند ترین مقامات واجب کر دیئے ہیں (تفسیر نور الثقلین، ج:۷، ص:۲۴۷)

نانا کا شہر مدینہ، حسینؑ کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا

ہجری سال کا آغاز نانا کی ہجرت سے ہوا مگر اس کا ذکر اور تعارف نواسے کی ہجرت سے ہوتا رہے گا۔ جب کبھی ہجری سال کا آغاز ہوگا تو حسینؑ کا ذکر بھی ہوگا، کیوں کہ من الحسین کی تفسیر مکمل ہونی ہے۔ اسلام دو ہجرتوں کا ازل سے ممنون رہا ہے اور ابد تک رہے گا، ایک ناناؐ کی مکہ سے مدینہ ہجرت اور دوسری نواسے کی مدینہ سے کربلا کی طرف ہجرت، دونوں ہجرتوں میں گہری مماثلت و مشابہت پائی جاتی ہے اور فرق بھی، مماثلت اس لیے کہ ناناؐ ستائیس رجب کو خدا کی ملاقات کے لیے معراج پر روانہ ہوئے تو نواسہؑ اٹھائیس رجب کو خدا کی ملاقات کے لیے مدینہ سے کربلا کی جانب روانہ ہوا۔

تاریخ کا مورخ ان دونوں ہجرتوں میں یہی فرق بتا سکا کہ جس وقت ناناؐ مکہ سے مدینے آئے تو منظر مختلف تھا۔ کہ صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں اور بچے بھی روزانہ صبح گھر چھوڑ کر شہر سے باہر نکل جاتے اور زیر آسمان آفتاب کی گرمی اور دھوپ کی شدت کے باوجود کھڑے ہو کر انتظار کرتے“ چنانچہ جس روز حضورؐ وارد مدینہ ہوئے اس دن بھی وہاں کے لوگ صبح سے دوپہر تک انتظار کرنے کے بعد واپس جانے والے تھے کہ ایک یہودی نے جو کسی ٹیلے پر کھڑا تھا پکار کر کہا: اے اہل مدینہ جس کے انتظار میں تم لوگ

بے چین تھے وہ آ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی سب دوڑ پڑے اور تکبیر کی آوازیں چاروں طرف بڑھنے لگیں۔

اس موقع پر اہلِ مدینہ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ کنیزیں اور عورتیں تک ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہی تھیں۔ اور ہر زبان پر یہ کلمہ تھا کہ رسولِ خداؐ آ گئے۔ یہ واقعہ بارہ ربیع الاول سن چودہ بعثت کا ہے "لیکن اٹھائیس رجب کو جب حسینؑ مدینہ چھوڑ رہے ہیں تو منظر بالکل مختلف ہے کہ حسین ابن علیؑ ناناؐ کے روضے کو سلامِ آخر کرنے آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں، نانا جان! آپؐ کی امت اب مجھے آپؐ کے شہر میں رہنے نہیں دیتی۔ حسینؑ آپؐ کو بتانے آیا ہے کہ وہ سرزمین عراق جا رہا ہے۔ یہی نہیں حسینؑ اپنی ماں کی تربت پر بھی سلامِ آخر کرنے آئے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ ماں میں مقتل کی تیاری کر چکا ہوں اس لیے میں واپس مدینہ نہیں آؤں گا۔

سادات کی تیاری ہو چکی ہے اور مدینہ میں سے چند لوگ حسینؑ کو الوداع کہنے آئے ہیں ان میں ایک حسینؑ کی نانی ام المومنین بی بی ام سلمہؓ بھی ہیں۔ جو حسینؑ کو روک رہی ہیں کہ بیٹا مجھے غمگین نہ کرو میں نے تمہارے ناناؐ سے سنا ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ عراق میں سرزمین کربلا پر قتل کیا جائے گا۔ اور امام علیہ السلام جواب دے رہے ہیں اماں جان میں بھی آگاہ ہوں کہ میں سرزمین عراق سے زندہ واپس نہیں آؤں گا لیکن اماں جان مجھے آج نہیں تو کل رخصت ہونا ہے۔" اگر آپ چاہو تو حسینؑ آپ کو وہ مقام دکھا سکتا ہے جہاں حسینؑ نے قتل ہونا ہے"۔ اور ہاں اماں جان یہ شیشی بھی اُس خاک کے ساتھ جو نانا جانؐ آپ کو دے گئے ہیں سنبھال کر رکھ لیں، جب یہ خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لیجئے گا کہ حسینؑ ابن علیؑ شہید ہو گئے۔ اٹھائیس رجب کی عصر ڈھل چکی ہے اور سادات کا قافلہ چلنے کو تیار ہے اور حسینؑ مڑ مڑ کے نانا کے روضے کی طرف دیکھ رہے ہیں اور نانا کا شہر مدینہ جاتے ہوئے حسینؑ کو دیکھ رہا ہے۔ کس کی ہجرت کے تسلسل سے شریعت ہے رواں؟ قافلہ آج تلک شہر بدر کس کا ہے؟

عزاداری اور ہماری ذمہ داری

امام رضاؑ فرماتے ہیں: كان أبي إذا جاء شهر المحرم لا يُرى ضاحكاً، وكانت الكآبة تغلب عليه حتى تمضي منه عشرة أيام، فإذا كان يوم العاشر، كان ذلك اليوم يوم مصيبته وحزنه وبكائه ويقول: هو اليوم الذي قُتل فيه الحسين عليه السلام"

جب بھی محرم کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو کوئی بھی میرے بابا کو ہنستا ہوا نہیں پاتا تھا اور غم واندوہ میرے بابا پر غالب آ جاتا تھا یہاں تک کہ محرم کے دس دن گزر جاتے تھے پس جب عاشور کا دن آتا تھا تو یہ دن میرے بابا کے لئے مصیبت، حزن و بکاء کا دن ہوتا تھا اور وہ کہتے تھے (ہائے) اس دن حسینؑ قتل کر دئے گئے۔

دین اسلام میں تمام عبادات کے ساتھ ساتھ کچھ آداب بھی ذکر ہوئے ہیں جو ان اعمال و عبادات کی فضیلت اور ثواب میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں اسی طرح ابی عبداللہ الحسینؑ اور آپؑ کے باوفا اصحابؑ پر گریہ وزاری کرنا اور ان کی یادمناتے ہوئے ان کی عزاداری اور ماتم کرنا بھی ایک اہم ترین عبادت ہے جس کے کچھ خاص آداب ہیں جن کی رعایت کرنے سے اس عبادت کی فضیلت اور اجر و ثواب میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں اور واقعا ایک حقیقی عزادار حسینؑ کی ذمہ داری بھی یہی ہونی چاہئے کہ وہ اس عزاداری کے تمام تر آداب اور احترام کا خیال رکھتے ہوئے بی بی دوعالمؑ کی خدمت میں پرسہ دیں اس لئے کہ محرم آہ و بکاء اور آل محمدؐ کے مصائب کا مہینہ ہے، محرم کا مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ہمارے وقت کے امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اپنے جد مظلومؑ کو یاد کرتے ہوئے خون کے آنسو روتے ہیں۔ (لأَبكِيَنَّ عليك بدل الدموعِ دماً) اور یہ مہینہ محمدؐ و آل محمدؐ اور ان کے چاہنے والوں کے لئے عظیم مصیبت کا مہینہ ہے لہٰذا ایک عزادار واقعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس عظیم عبادت اور عزاداری کو چند اعمال میں منحصر نہ کرتے ہوئے جتنا ہو سکے مولاؑ کے اس عظیم قربانی کے مقصد اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی رفتار، گفتار اور کردار اور ماتم کے ذریعے سے دنیا والوں کو مقصد حسینؑ سے آگاہ کرے، اس لئے کہ محرم وہ عظیم درسگاہ ہے جہاں سے ہر انسان اپنی معرفت و بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ حاصل کر کے جاتا ہے اور ایک عزاداری کی بھی یہی نیت ہونی چاہئے کہ ہم اس فرش عزا سے کچھ نہ کچھ سیکھ کر اٹھیں جب یہ مہینہ اس قدر باعظمت اور غم و اندوہ کا مہینہ ہے تو ایک عزادار اور ماتم دار کے لئے ضروری ہے کہ اس میں اپنے کان، آنکھ، ہاتھ، زبان اور بدن کے دیگر اعضاء کو گناہوں سے بچائے رکھے تا کہ ہمارا گریہ، ماتم و مجالس اور دیگر ہر وہ عمل جو ہم ایک عزادار ہونے کے اعتبار سے انجام دیتے ہیں وہ بارگاہ مولاؑ میں قبول ہو۔ لہٰذا یہاں کچھ ایسے آداب کرتے ہیں جن کا خیال رکھنا ایک ماتمی اور عزادار کے لئے بہت ضروری ہے۔

۱۔ ہر وقت ہمیں زبان کو لہویات، خرافات اور فضول باتوں سے محفوظ رکھنا چاہئے تا کہ اس ماہ میں جو کچھ بھی بطور پرسہ ہم، مجلس، مرثیہ، سلام اور نوحہ اور ماتم کی صورت میں پیش کریں گے وہ پاک زبان پر جاری ہو۔

۲۔ کربلا والوں کی مصیبت کو سن کر آبدیدہ ہوں اور آنسو دل سے نکلیں اور آنسو نہ نکلنے کی صورت میں رونے جیسی صورت بنائیں۔

۳۔ اسی طرح ہر وہ عزادار جو مختلف انداز میں امام حسینؑ کی بارگاہ میں نوکری کرتے ہیں اسے خلوص نیت کے ساتھ اور خوشنودی خدا اور رسولؐ اور خوشنودی سیدہ کونینؑ کے لئے انجام دینا چاہیے اس لئے کہ ہر وہ عمل جو ظاہری طور پر دیکھنے میں چھوٹا محسوس ہوتا ہے اگر خلوص نیت کے ساتھ انجام دیا جا رہا ہو تو وہ اس عمل سے لاکھ گنا بہتر ہے جس میں خلوص اور خوشنودی خدا اور رسولؐ نہ ہو۔ لہٰذا مجلس ہو، مرثیہ و سوز و سلام یا نوحہ و ماتم ہو، یا تبرک ہو، انہیں خلوص نیت اور خوشنودئی شہزادی کونینؑ کے لئے انجام دینا چاہئے۔

۴۔ مجلس کے دوران اپنے آپ کو فضول کاموں (موبائل وغیرہ) میں مشغول نہ رکھتے ہوئے فرش عزا پر تشریف لانا چاہئے اس لئے کہ یہ وہ فرش ہے جہاں مظلوم کربلاؑ کی مصیبت سننے شہزادی کونینؑ خود تشریف لاتی ہیں لہٰذا ایک عزادار و ماتم دار کو یہ بالکل زیب نہیں دیتا کہ فرش عزا خالی رہے اور عزادار باہر دوسرے فضول کاموں میں مشغول رہے لہٰذا ایک عزادار مظلوم کربلاؑ ہونے کے ناطے ضروری ہے کہ پہلے سے فرش عزا پر تشریف لا کر عالم و ذاکر کے فضائل و بیانات سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں۔

لہٰذا ہر عزادار و ماتم دار کو چاہئے کہ مفہوم عزاداری اور مقصد عزاداری کو سمجھ کر شعور حسینی کے ساتھ اس اہم ترین عبادت کو اسکے تمام احکام و آداب کا خاص خیال رکھتے ہوئے انجام دے تا کہ ہماری یہ عبادت، یہ مجلس، یہ گریہ و ماتم خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو اور یہی عمل دنیا و آخرت میں ہماری نجات کا سبب بنے۔

سفیر حسینؑ حضرت مسلم بن عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

جناب مسلمؑ کی عظمت کے بیان کے لیے وہ روایت کافی ہے جو مقاتل الطالبیین میں لکھی ہے ۔ایک دفعہ امام علیؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول ! کیا اپ عقیل کو زیادہ دوست رکھتے ہیں؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا" ہاں مجھے عقیل سے دو محبتیں ہیں ۔ ایک محبت ابوطالبؑ کی ان سے محبت کی وجہ سے کیونکہ وہ انہیں بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے دوسری وجہ ان کے فرزند عقیل کی وجہ سے جو میرے فرزند حسینؑ پر قربان ہوں گے اور ان کی شہادت پر مقرب فرشتے اور مومنین گریہ کریں گے اور فرشتے ان پر درود و سلام بھیجیں گے"۔

ابو ہریرہ کہتے تھے کہ"عبد المطلبؑ کی اولادوں میں مسلم بن عقیلؑ سے زیادہ کوئی دوسرا مجھے رسول اللہؐ کا مشابہ دکھائی نہ دیا" جناب مسلم بن عقیل علیہ السلام سنہ ۲۲ ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوے ان کے والد جناب عقیلؑ بن ابی طالبؑ بن عبد المطلبؑ بن ہاشمؑ تھے اپ کے چچا امیر المؤمنين علي بن ابی طالبؑ اور جعفر الطیار علیہ السلام جیسے منتخب ترین افراد تھے۔

آپ کی ماں ام ولد تھیں ان کا نام"علیہ" تھا آپ کی شادی جناب رقیہ بنت علی علیہ السلام سے ہوئی جو" رقیة الصغری " کے نام سے معروف ہیں۔

ان سے عبد اللہ بن عقیل پیدا ہوے ۔ جناب رقیہؑ اپنے بھائی امام حسینؑ کے ہمراہ سفر کربلا میں اپنے بیٹے عبد اللہ بن عقیل کے ساتھ موجود تھیں یہی وہ عبد اللہ تھے جو کربلاء کے میدان میں اپنے ماموں ابا عبد اللہ الحسینؑ کی گود میں اس وقت شہید ہوے جب مولا حسینؑ زخمی ہو کر زمین کربلا پر تشریف لاے۔آپ کو اس حال میں دیکھ کر یہ بچہ خیمہ گاہ سے آپ کی طرف بھاگا اس دوران جب ایک ظالم آپؑ پر اپنی تلوار سے وار کرنا چاہتا تھا اس معصوم نے اپنے ہاتھوں سے اس ظالم کے وار سے امامؑ کو بچانے کی کوشش کی۔ شیخ صدوق کی روایت کے مطابق تلوار کا وار بچے کی کلائی پر لگا جس سے ان کا ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللہ اکبر! ان کی

ماں رقیہ بنت امیر المومنینؑ در خیمہ سے اس منظر کو براہ راست دیکھ رہی تھیں اتنے میں عمرو بن صبیح نامی ملعون نے اس مظلوم کے قلب اطہر پر نیزے سے ایسا وار کیا کہ یہ ہاشمی پھول اپنے ماموں کے گود میں اپنے اجداد طاہرین کے جوار میں پہنچا اور جاتے جاتے حسینؑ کی مظلومیت میں ایک عظیم باب کا اضافہ کر گیا اس ماں کی کیا حالت ہوگی جو در خیمہ سے یہ سب دیکھ رہی ہو۔ ولاحول ولاقوہ الا باللہ۔۔۔۔جناب مسلمؑ نے ایک کنیز سے بھی شادی کی تھی ان سے ان کے بیٹے محمد پیدا ہوے جو کربلا میں "أبو مرهم الأزدي ولقيط بن إياس الجهني" نامی ملعونوں کے ہاتھوں شہید ہوے۔۔۔۔أمالي صدوق میں صدوق علیہ الرحمہ نے جناب مسلم کے دو مزید بچوں کا ذکر کیا ہے جو ابن زیاد کی قید میں تھے اور حارث لعین کے ہاتھوں لب فرات مسیب کے

نزدیک شہید ہوے جہاں آج ان کا مزار مرکز خلایق ہے ۔جناب مسلم بن عقیل بنی ہاشمؑ کے شجاع اور صاحب علم و فہم افراد میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے آپ کی انہی خصوصیات کی بناء پر امام علیہ السلام نے انہیں کوفہ میں اپنا سفیر مقرر کیا اور آپ کے متعلق فرمایا تھا۔(میں تمہاری طرف اپنے اہل بیت میں سے قابل اعتماد وثقہ اور میرے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؑ کو بھیج رہا ہوں)

جناب مسلمؑ کی زیارت میں ہمیں ان کے لیے یہ جملہ ملتا ہے » أشهد لك بالتسليم والوفاء والنصيحة لخلف النبي المرسل « " میں گواہی دیتا ہوں کہ اپ نے تسلیم و وفا اور نبی اکرم (ص) کے فرزند کے لیے بہترین نصیحت کی" یہاں امامؑ کیلیے نصیحت سے مراد ان کے حق میں طلب خیر ہے اور یقینا مسلم سے بڑھ کر حسینؑ کا اہل کون ہوگا ؟ جناب مسلمؑ تادم آخر اپنے بھائی اور آقا ابا عبد اللہؑ کے خیر خواہ رہے جب کوفہ کے حالات بدلے اور آپؑ تنہا ہو گئے تب بھی آپ کی آخری تمنا یہی تھی کہ کسی نہ کسی طرح امام مظلومؑ کو کوفہ آمد سے روکا جاے ۔

مقتل کی روایت کے مطابق جب"طوعہ" کے گھر میں آپ کی موجودگی کی اطلاع ابن زیاد کو ملی تو اس نے ایک دستہ آپ کو گرفتار کرنے بھیجا جناب مسلمؑ گھر سے باہر نکلے اور ہاشمی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوے ان ملاعین کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔اور ایک کثیر تعداد کو واصل فی النار کیا۔آپ کی شجاعت کو دیکھ کر ایک لعین چیخا واللہ یہ ہاشمی شجاعت کا حامل ہے تم ان سے یوں نہیں جیت سکتے پس کوئی حیلہ کر لو تا کہ ان پر غلبہ پا سکو پس ایک گڑھا کھودا گیا ۔لڑتے لڑتے جناب مسلمؑ اس جگہ پہنچے اور اس گڑھے میں گر گئے ظالموں نے چاروں طرف سے آپ پر حملہ کیا اور سخت زخمی حالت میں آپ کو ابن زیاد کے پاس پیش کیا گیا تلوار کی ضربت سے آپ کے دندان مبارک شہید ہو چکے تھے اور لب ہائے مبارک زخمی تھے دربار میں داخل ہوے تو آپ نے ابن زیاد پر سلام نہیں کیا۔

ایک سپاہی نے آپ کو ٹوکا کہ" تم نے امیر پر سلام نہیں کیا" آپ نے جواب دیا کہ" میرا حسینؑ کے علاوہ کوئی امیر نہیں ہے" ابن زیاد لعین یہ سن کر بولا" چاہے تم سلام کرو یا نہ کرو تم ضرور قتل کیے جاوگے اور تمہیں اس طرح قتل کروں گا کہ اسلام میں آج تک کسی کو اس طرح قتل نہ کیا ہوگا اور اگر تمہیں قتل نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کرے ۔" جناب مسلمؑ اس کے جواب میں بولے" بیشک تمہیں ہی یہ زیب دیتا ہے کہ اسلام میں ایسا کام ایجاد کرو جو اس سے قبل موجود نہ ہو" پس عزیزو !جناب مسلمؑ کو قتل کرنے کی تیاری ہوئی آہ دارالامارہ کی چھت پر جب مسلمؑ قتل کرنے کے لیے کھڑے کئے گئے تو حسینؑ کی طرف مخاطب کرتے ہوے آخری سلام کیا" السلام علیک یا ابا عبد اللہ"۔ شہادت کے بعد مسلم و ہانی کی لاشوں کو کوفہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹا گیا پھر سولی پر لٹکایا گیا۔مقام" ذوحسم" پر حسینؑ کو مسلمؑ و ہانیؑ کی شہادت کی اطلاع ملی عزیزو! خیمہ اہل بیتؑ سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں مسلمؑ کی دو بچیاں جو اس سفر میں ساتھ تھیں جب انھوں نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو" وامسلماہ وابتاہ" کی آوازوں کے ساتھ گریہ کرنا شروع کیا اللہ اکبر! یہ منظر دیکھا تو مظلوم کربلاؑ نے بچیوں کو اپنے پاس بٹھایا اور دست شفقت ان کے سروں پر پھیرنا شروع کیا اور تسلی دی میں قربان جاوں آپؑ پر اے یتیموں کے شفیق باپ ! مگر کیسے بیان کروں؟ جب شام غریباں آئی تو حسینؑ کی بچی کا کیا حال تھا اے قلم بس اب رک جا واللہ تو اس مصیبت کو لکھنے کی تاب نہیں رکھتا۔ الالعنت اللہ علی القوم الظالمین ۔

حوالہ جات:

(1) مقاتل الطالبیین /52 (2) امالی الصدوق 217. مجلس نمبر 30

(3) ابصار العین 225- (4) الارشاد 2/107 (5) تاریخ الکبیر للبخاری 266

(6) طبری 4/262 (7) نفس المهموم للقمی

سرگرمیاں

آیت اللہ یعقوبی (دام ظلہ) نے حقوق شرعیہ پاراچنار کے متاثرین کیلئے مکمل طور پر خرچ کرنیکی اجازت دیدی

باشعور افراد بالخصوص علما ملکر اس کشیدگی کو ختم کروائیں تاکہ امن وامان کی صورتحال پیدا ہوسکے،

آیت اللہ یعقوبی (دام ظلہ)

نجف اشرف (شوریٰ نیوز) مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمٰی شیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) نے پاراچنار کی کشیدہ صورتحال کے پیش نظر حقوق شرعیہ پاراچنار کے متاثرین کیلئے مکمل طور پر خرچ کرنے کی اجازت دیدی، تفصیلات کے مطابق مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمٰی شیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) نے کہا ہے کہ پاراچنار کی بگڑتی ہوئی صورتحال کے پیشِ نظر پاراچنار کی مقامی آبادی بہت سے مسائل کا شکار ہوچکی ہے جس کیلئے ہم سب کو اُن کی معاشی، سیاسی، اخلاقی اور ہرطرح کی مدد یقینی بنانا ہوگی انہوں نے کہا کہ ایسے کشیدہ صورتحال کے پیش نظر حقوق شرعیہ پاراچنار کے متاثرین کیلئے مکمل خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہوں کیونکہ پاراچنار والے اس وقت استحقاق رکھتے ہیں کہ اُن کی ہر ممکن مدد کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت پھیلانے والے عناصر اسلام کے کھلم کھلا دشمن ہیں جو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیائے اسلام کیلئے بھی نقصان دہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ باشعور افراد بالخصوص علما ملکر اس کشیدگی کو ختم کروائیں تاکہ امن وامان کی صورتحال پیدا ہوسکے۔

امام حسین علیہ السلام وارث انبیاء ہیں

امام علیہ السلام نے انبیاء کی محنت "دین الہیٰ" کو محفوظ بنایا۔ حسین علیہ السلام ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہیں۔ اسوۂ حسینیؑ پر عمل کر کے ہم دنیا و آخرت میں کامیابی اور نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

آیۃ اللہ العظمٰی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ)

دفتر آیۃ اللہ العظمٰی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) نجف اشرف میں مجالس محرم الحرام

دفتر آیۃ اللہ العظمٰی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) نجف اشرف میں مجالس محرم الحرام کا اہتمام کیا گیا جن مجالس میں فاضل علماء نے خطاب کیا اور ان مجالس میں حوزہ علمیہ نجف کے طلاب کرام اور عوام کے بڑی تعداد نے شرکت کی۔ روز عاشورا دفتر آیۃ اللہ العظمٰی الشیخ یعقوبی (دام ظلہ) سے جلوس عزا برآمد ہوا اور حرم امیر المومنین علیہ السلام میں اختتام پزیر ہوا۔

کراچی میں دفتر آیت اللہ یعقوبی (دام ظلہ) کی محرم کے حوالے سے تقریب، 400 سے زائد علما کی شرکت

منبر سے کوئی منفی بات نہ کی جائے صرف مثبت بات سامعین تک پہنچائی جائے، شیخ ہادی حسین ناصری

کراچی (شوریٰ نیوز) دفتر آیت اللہ شیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) پاکستان کیجانب سے مبلغین اور خطبا منبر کے ساتھ استقبال ماہ محرم الحرام کے سلسلہ میں ایک پروگرام بعنوان "دور غیبت میں منبر و محراب کی ذمہ داریاں" منعقد ہوا جس میں 425 سے زائد علما اور خطبا شریک تھے۔ آیت اللہ العظمٰی الشیخ محمد الیعقوبی (دام ظلہ) کے وکیل اور شوریٰ تبلیغ اسلامی کے سرپرست اعلیٰ شیخ ہادی حسین ناصری نے استقبال ماہِ محرم الحرام کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منبر سے کوئی منفی بات نہ کی جائے صرف مثبت بات سامعین تک پہنچائی جائے، فرقہ واریت والی باتیں ہرگز منبر سے نہ کی جائیں انہوں نے کہا کہ محرم الحرام ایک بہترین موقع ہوتا ہے جس میں اصلاح کے پیغام کو عام کیا جاتا ہے تاکہ اتحاد و یگانگت کی فضا قائم کی جاسکے۔ شیخ ہادی حسین ناصری کا کہنا تھا کہ پوری دنیا میں مولائے کائنات امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات اقدس کو اتحاد کی علامت سمجھا جاتا ہے جبکہ ہمارے ہاں مولا علیؑ کے نام پر اختلافات پروان چڑھائے جارہے ہیں۔ شیخ ہادی کا کہنا تھا کہ ہمارا کام پورے پاکستان میں علما، خطبا اور مومنین کی ہر ممکن خدمت کرنا ہے اور انشا اللہ پورے ملک کے علما، خطبا اور مومنین اس سے استفادہ کریں گے۔ دفتر آیت اللہ یعقوبی (دام ظلہ) کے نمائندہ خاص غلام مصطفی انصاری نے افتتاحیہ کلمات ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج کی اس تقریب کا اہتمام محرم الحرام میں علما، خطبا اور ذاکرین کو منبر سے مدلل، اصلاحی پہلوؤں کی جانب توجہ مرکوز کرانے کیلئے کیا گیا۔ شیخ ہادی حسین ناصری کے معاون خصوصی علامہ اعجاز حسین مظاہری نے نظامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا تلاوت کی سعادت سید عمران موسوی نے کی حاصل کی جبکہ منقبت خوانوں میں منہال حیدر اور سبطین حیدر شامل تھے۔